آل عمران : 25

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ

(پھر اُس وقت اُن کا کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو جمع کریں گے [یعنی] اُس دن جس [کے آنے] میں کوئی شک نہیں۔ اور ہر نفس کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔)

فَكَيْفَ (تو کیسے / تو کسطرح [حال ہوگا])
یہ بہت ہی جامع بیان ہے۔ اِس میں خبر نہیں ہے۔ یعنی اسطرح نہیں کہا گیا فَكَيْفَ حَالُهُمْ (تو کیا حال ہوگا اُن کا) یا فَكَيْفَ وُجُوْهُهُمْ (تو کیسے اُن کے چہرے ہونگے) یا فَكَيْفَ قُلُوْبُهُمْ (تو کیسے اُن کے دل ہونگے) وغیرہ۔ صرف کہا گیا فَكَيْفَ (تو کیسے) یعنی کوئی بھی خبر بیان نہیں کی گئی۔ یہ بہت ہی قوی بیان ہے۔ یعنی اِس میں اِس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں آئیگی جیسے تو کیسا فیصلہ ہوگا، تو کیسا عذاب ہوگا، تو کیسے اللہ کا غصہ ہوگا، تو کیسے سب کا جمع ہونا ہوگا وغیرہ سب کچھ اِس ایک لفظ فَكَيْفَ (تو کیسے!) کے معنی میں آئیگا۔

إِذَا جَمَعْنٰهُمْ (جب ہم اُن کو جمع کریں گے)

پچھلی آیت سے مِلا کر پڑھے تو یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں آگ چھوئے گی تک نہیں۔ کیا وہ بھول گئے کہ ہم اُن سب کو بھی قیامت کے دن جمع کرنے والے ہیں۔ آگ میں جانے سے پہلے تو تم سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اللہ کی کتاب سے منہ موڑ کر تم کیسے اللہ کے سامنے کھڑے ہوگے!

لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ (اُس دن جس [کے آنے] میں کوئی شک نہیں)

لِيَوْمٍ (ایک دن) یہاں قیامت کے دن نہیں کہا گیا بلکہ ایک دن جس کے آنے میں کوئی بھی شک نہیں۔ اور یہ بھی کہ اُس دن کوئی بھی کسی قسم کا شک نہیں رہے گا۔ جو بھی انھوں نے اللہ کی کتاب کے بارے میں لوگوں کے اندر شک ڈالا اور جو انھوں نے رسولؐ کے بارے میں لوگوں کے اندر شک ڈالا وہ سارے شک نہیں رہے گے۔ سب کچھ واضح ہوگا۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (اور ہر نفس کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔)

پیچھے إِذَا (جب) آیا ہے اس لیے وُفِّيَتْ ماضی کے بجائے مضارع ہے۔ یعنی پوری پوری دی جائیگی کے معنی میں ہے۔

ہر شخص نے جو بھی کمائی کی وہ سب کچھ اُسے پورا پورا مکمل طور پر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے اچھائی کی ہوگی تو اُسے اُس کا اچھا بدلہ دیا جائیگا اور اگر بُرا کیا تھا تو اُسے بُری جزا دی جائیگی۔ ہر انسان کو وہی کچھ ملے گا جو اُس نے خود کمایا ہو۔ باپ دادا یا بزرگوں کی نیکی یا بندگی کسی کے کچھ بھی کام نہ آسکے گی۔ ہر ایک کو اتنا ہی ملے گا جتنا اُس نے عمل کیا۔ کمی تو کسی صورت نہ ہوگی لیکن اگر اللہ چاہے تو نیکیوں کا بدلہ زیادہ دے سکتا ہے۔ اُس دن کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا خواہ وہ اُس کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر کوئی ایسا نیکی کا کام جاری کرجائے جو اُس کی موت کے بعد جاری رہے تو اُس کا ثواب اُس کی موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔ اسی طرح کسی نے اگر کوئی بُرائی کا کام جاری کیا تو اُس کا گناہ اُس کی موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔

کسی نے نیکی یا گناہ چھوٹے کئے ہو یا بڑے سب سامنے لائے جائے گے:

الانبیاء : 47 ← وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ
(اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو لا رکھیں گے۔ تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کی جائیگی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی [کسی کا عمل] ہوگا تو ہم اسے بھی [وزن میں] لے آئیں گے اور حساب لینے والے ہم ہی کافی ہیں۔)

قیامت کے دن کسی پر بھی ظلم نہ ہوگا۔ اگر کسی کے پاس ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی نیکی یا گناہ ہوگا وہ بھی سامنے لایا جائیگا۔ اُس کا بھی وزن ہوگا۔ اُس کا بھی حساب ہوگا۔ لیکن ہم چھوٹی چھوٹی نیکیوں یا گناہوں کو کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ ہم تو بڑے بڑے گناہوں کی بھی فکر نہیں کرتے۔ بڑے بڑے گناہیں کرکے بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو جہنم میں نہیں جائیںگے یا گئے تو نکال دیئے جائیںگے۔ حالانکہ جہنم میں ایک لمحے بھر بھی رہنا کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ جہنم کا عذاب تو اتنا سخت ہے کہ اُس کی سب سے کم گرمی کا ایک جھونکا بھی چھوجائے تو لوگ چیخ پکار کریگے۔

الانبیاء : 46 ← وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ
(اور اگر انھیں تیرے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی چھوجائے تو وہ پکار اٹھیں گے کہ ہائے افسوس بے شک ہم ظالم تھے۔)

نَفَحَ ← سرد ہوا کا چلنا

نَفْحَةٌ ← (اِسم مرّة) سرد ہوا کا ایک جھونکا۔

لَفْحَةٌ ← (یہ نَفْحَةٌ کی ضد ہے) گرم ہوا کا ایک جھونکا۔

اگر کوئی جہنم کے سرد ہوا کا جھونکا تک برداشت نہیں کرے گا تو جہنم کا گرم جھونکا یا عذاب کیسے برداشت کرسکے گا!

خلاصہ :-
وہی چیزیں جس نے اہلِ کتاب کے اعمال میں خرابی کی تھی وہی آج ہم مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔

پہلی آیتیں بعد والی آیتوں کے برعکس ہیں :-

I> شروعات میں: (آیت: 16) میں بندوں نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔
رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا

آخر میں: (آیت: 23) جن کے پاس ہدایت تھی انھوں نے اللہ کی کتاب سے منہ موڑا اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے سے انکار کیا۔

II> شروعات میں: (آیت: 17) میں مومنوں کی صبر کی صفت بیان کی گئی۔
اَلصّٰبِرِيْنَ یعنی اگر مشکل وقت بھی ہو تب بھی وہ دین پر عمل کرتے رہتے ہیں۔

آخر میں: (آیت: 23) جو حکم اپنے خواہشات کے خلاف یا جو دین کا حکم مشکل لگتا ہے اُس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ کی کتاب سے منہ موڑ جاتے ہیں۔ اُن میں صبر نہیں ہوتا۔

III> شروعات میں: (آیت: 17) مومنوں کی صفات اَلصّٰدِقِيْنَ (سچ بولنے والے)، اَلْقٰنِتِيْنَ (اطاعت کرنے والے) وغیرہ آئی ہیں۔

آخر میں: (آیت: 23) سچائی یعنی حق سے منہ موڑ جاتے ہیں [يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ← ایک فریق (حق سے) منہ موڑ جاتا ہے] - اور اطاعت کرنے کی بجائے جان بوجھ کر منہ موڑ جاتے ہیں۔ دین کی تعلیمات کو نظرانداز کرتے ہیں۔

IV> شروعات میں: (آیت: 16) مومن بندے عذاب سے ڈر کر دعائیں کرتے ہیں
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)

آخر میں: (آیت: 24) یہ لوگ کہتے ہیں لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ ... (ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی) - اُن میں عذاب کا ڈر رہا ہی نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ عذاب تو دور کی بات، انھیں تو آگ چھوئے گی تک نہیں اور اگر چھوئی بھی تو چند دن ہی چھوئے گی۔

V> شروعات میں: (آیت: 15) متقیوں کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں - لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ...

آخر میں: (آیت: 25) اِس آیت سے پہلے (24 میں) انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ اُس کے بعد والی آیت میں کہا گیا فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنٰهُمْ ... (تو کیا حال ہوگا جب ہم اُن کو جمع کرے گے) یعنی یہاں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں آگ کیسے نہیں چھوئے گی! یعنی انھیں عذاب ہوگا۔

آیت: 15 میں جنتیوں کی بات تھی اور 25 میں جہنمیوں کی بات ہے۔ حالانکہ دونوں (مومن اور یہود) اللہ کی وحی کو ماننے والے لوگ ہیں۔

VI> شروعات میں: (آیت: 15) ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ (اور اللہ کی رضامندی) متقیوں کے لیے ہوگی۔ یعنی اللہ تعالیٰ متقیوں سے خوش ہوگے۔

آخر میں: (آیت: 25) فَكَيْفَ (تو کیا [حال] ہوگا)۔ یہاں اللہ کا غصہ ہے۔

VII> شروعات میں: (آیت: 18) هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (وہ [اللہ] زبردست حکمت والا ہے) - اللہ حکمت والا ہے اِس لیے اُس کے سارے فیصلے حکمت پر مبنی ہے۔ اور فیصلہ کرنا اللہ ہی کا حق ہے اس لیے اُسی کا حکم چلے گا۔

آخر میں: (آیت: 23) يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ (انھیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے) لیکن وہ اُس کا حکم نہیں مانتے۔ اُس کے حکم سے منہ موڑتے ہیں۔ اگر تم اللہ کی صفت اَلْحَكِيْمُ (خوب حکمت والا) کو مانتے ہیں تو پھر اُس کے فیصلوں کو کیوں نہیں مانتے!

Compiled by : Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)